© rasailojaraid.com

فرانس کے مسلمان

[redacted]

یورپ کے مغرب میں واقع فرانس اپنی خوب صورتی، سرسبز وشاداب سبزہ زاروں، ہرے بھرے جنگلات اور تفریحی مقامات کی وجہ سے دنیا بھر میں خاصی شہرت کا حامل ہے اور خاص کر فرانس کا دارالحکومت پیرس قدرت کے حسین مناظر میں سے ایک ہے۔ کئی بہتے دریا اور مختلف النوع درختوں، چمنستان اور گلزاروں پر مشتمل یہ ملک اسلام کے جلیل القدر کمانڈر موسیٰ بن نصیر اور طارق بن زیاد کی فتح سے اس وقت محروم رہا جب ۹۳ ھجری میں خلیفۃ المسلمین ولید بن عبدالملک کا انتقال ہوا اور خلافت کے تخت پر سلیمان بن عبدالملک براجمان ہوا۔ سلیمان کی تخت نشینی کے فوراً بعد اسلامی فتوحات کا تسلسل ٹوٹ گیا اور سربرآوردہ کمانڈروں کو سلیمان نے بلا کر سخت سزائیں دیں، چنانچہ فرانس پر حملہ ہوتے ہوتے رہ گیا اور فرانس مسلمانوں کے ہاتھوں فتح نہیں ہوسکا۔ فرانس اپنے اقتصادی استحکام کی بناء پر یورپین ممالک میں اہم مقام رکھتا ہے۔ ۵۴۳۹۹۸ مربع کلومیٹر پر پھیلا ہوا یہ ملک جہاں رومن کیتھولک مذہب کا بہت بڑا مرکز تصور کیا جاتا ہے، وہاں دوسرا بڑا مذہب اسلام ہے جب کہ یہودیوں کی موجودہ تعداد سات لاکھ ہے جو مسلمانوں کے مقابلے میں سات گنا کم ہیں اور مسلمانوں کی تعداد (۱۹۷۴ء) کے احصائیہ کے مطابق بیس لاکھ تھی جبکہ (۲۰۰۳ء) کی مردم شماری میں پچاس لاکھ کے لگ بھگ ہیں۔ ۳۱ سال کے عرصے میں مسلمانوں کی تعداد تین گنا بڑھ گئی ہے۔ فرانس کے مسلمانوں میں غالب اکثریت الجزائر، مراکش اور ترکی کے لوگوں کی ہے جب کہ ان کے علاوہ مشرقِ وسطیٰ اور ہندوپاک اور افغانستان کے مسلمان بھی وہاں آباد ہیں۔ ۱۹۸۰ء میں فرانس کے مسلمانوں کے حوالے سے فرانس اور الجزائر کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا جس میں الجزائری مسلمانوں کو واپس الجزائر بھیجنے کے ساتھ ساتھ بھرپور مراعات دینے کے معاہدے ہوئے تھے جس کی وجہ سے کافی تعداد میں الجزائری مسلمان فرانس سے الجزائر منتقل ہوئے۔ لیکن الجزائری مسلمانوں کی منتقلی فرانسیسی مسلمانوں کی تعداد میں کچھ زیادہ اثر انداز نہیں ہوسکی تھی۔

فرانس میں اگرچہ اسلام دوسرا بڑا مذہب ہے، مگر اسلام کے دو بڑے دشمن یہود ونصاریٰ وہاں رہتے ہیں جن کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کارستانی، ظلم اور جبر واستبداد کی وجہ سے مسلمانوں کی حالت قابلِ رحم ہے۔ قرآنی فیصلے کے مطابق یہود ونصاریٰ کبھی بھی مسلمانوں کے دوست نہیں بن سکتے ہیں، اس لیے آئے دن اذیتوں اور مظالم کے پہاڑ اُن پر توڑے جاتے ہیں اور طرح طرح کے مصائب اور قسم قسم کے حربوں سے انہیں اسلام سے پھیرنے اور منحرف کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر اب دشمن وہ کامیاب نہیں ہوسکے بلکہ مسلمانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جارہا ہے چنانچہ گذشتہ ۳۰ سال کے عرصہ میں تیس لاکھ مسلمانوں کا اضافہ ہوا ہے۔ فرانس کے مسلمانوں میں عربوں کی تعداد چونکہ زیادہ ہے اور اضافے کے ساتھ وہ آزادی مزاج و مذہب کے قائل بھی ہیں جس کی وجہ سے ان مسلمانوں کو اب تک کوئی ایسی متفقہ قیادت میسر نہیں آئی جو مذہبی امور کی ادارت سنبھالے یا کوئی مضبوط قسم کی اسلامی یونی ورسٹی یا اسلامک ایجوکیشن سینٹر قائم کرسکے۔ چنانچہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان بچے اور بچیاں فرانس کے سرکاری اسکولوں، کالجوں اور یونی ورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں جن کی وجہ سے ان کو کئی پریشانیوں اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

گزشتہ سال فرانس کے مسلمان پر شورش کا طوفان اس وقت برپا ہوا جب ایک مسلم طالبہ برقعہ اوڑھ کر کالج گئی جس پر کالج کا عملہ سراپا احتجاج بن گیا اور یہ سلسلہ حکومت تک پہنچ گیا اور پھر پوری دنیا میں پھیل گیا، فرانس کی عدالت عظمیٰ نے اسکول، کالج، یونی ورسٹی اور دیگر تعلیم گاہوں میں برقعہ کے ساتھ آنے پر پابندی لگادی۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ مصر کے شیخ الازھر طنطاوی نے بھی مسلم طالبات کو حجاب نہ کرنے کا فتویٰ دیا۔ فرانس کے وزیر داخلہ (نیکولا سارکوزی) نے ۲۹ دسمبر ۲۰۰۳ء کو طنطاوی سے ملاقات کی اور اس ملاقات میں طنطاوی نے فرانس کے وزیر داخلہ سے کہا کہ مسلم طالبات پر غیر مسلم ممالک کے قانون کی پیروی واجب ہے، لہٰذا ان طالبات کو چاہیے کہ وہ حجاب نہ کریں۔ لیکن شیخ ازہر کے اس فتویٰ کے خلاف پورے عالم اسلام میں ایک ہلچل مچ گئی اور عرب وعجم کے علماء اور دانشوروں نے شیخ ازھر کے اس فتویٰ کی تردید کی، یہاں تک ازھر شریف کی مسلم خواتین نے بھی بھرپور انداز میں احتجاج کیا۔

فرانس کے مسلمانوں میں گوناں گوں مصائب کے باوجود داخلی اختلافات بھی پائے جاتے ہیں اور خاص کر روزہ کے معاملے میں کافی تضادات ہیں کیوں کہ الجزائری مسلمان الجزائر کی حکومت کے اعلان کے مطابق روزہ رکھتے، اور اتراک ترکی کے اعلان کے مطابق روزہ رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے اختلافات بڑھ جاتے ہیں۔ البتہ ان آخری دو سالوں میں وہاں کے احساس مسلمان دانشوروں نے بھرپور اتحاد کی کوشش کی جس کا اچھا اور خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا اور اب فرانس کے مسلمان ایک ساتھ ہی روزہ رکھتے ہیں۔ فرانس کے مسلمانوں کی ایک مشکل یہ بھی ہے کہ وہاں کی نماز کے نظام الاوقات اب تک مختل ہے، ہزارہا کوشش کے باوجود ایک متفق علیہ نظام الاوقات مرتب نہیں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوسکا، پیرس کے معہدِ اسلامی کی طرف سے ایک نظام الاوقات مرتب کیا گیا۔ جب کہ اس سے پہلے اتحاد تنظیمات اسلامی کی جانب سے بھی ایک اور نظام الاوقات مرتب کیا گیا تھا۔ مگر ان دونوں نظام الاوقاتوں میں فجر اور مغرب کی نماز کے حوالے سے کافی فرق پایا جاتا ہے، کیوں کہ ایک طرف رمضان میں سحری کا مسئلہ ہے جب کہ دوسری طرف مغرب کی نماز اور تراویح کا مسئلہ ہے۔ اس اختلاف کی وجہ سے مسلمانوں میں خاصا انتشار پایا جاتا ہے اور اب تک اس کا شافی حل تلاش نہیں کیا جاسکا۔

فرانس کے مسلمانوں کے حوالے سے یہ اطلاع کافی مسرت افزا ہے کہ وہ رمضان کے مبارک ماہ میں احکام شرعیہ، ذکر واذکار تلاوت، قرآن مجید اور دیگر اسلامی شعائر بھرپور انداز میں انجام دیتے ہیں جن سے مسلمانوں کا اسلامی تشخص ممتاز نظر آتا ہے۔ اپنے ذرائع ابلاغ، نشریات اور خصوصی طور پر ''اذاعۃ الشرق'' سے اسلامی تعلیمات، قرائتیں، تلاوتیں، احکام ومسائل وغیرہ پیش کرنے میں پیش پیش رہتے ہیں یہ ایک خوش آئند بات ہے۔

گیارہ ستمبر کے حادثہ کے بعد سے فرانس کے مسلمانوں پر فرانسیسی حکومت نے اگرچہ عرصۂ حیات تنگ کردیا ہے، تاہم مسلمان سچے اسلامی جذبے سے اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ انٹرنیٹ سے حاصل ہونے والی معلومات میں فرانس کے مسلمانوں کی مندرجہ ذیل مشکلات کا ذکر کیا گیا ہے۔

❶ فرانسیسی حکومت اسلامی تحریکات کو متفق نہیں ہونے دیتی اور ہر وقت ان میں اختلافات کو ہوا دیتی رہتی ہے۔

❷ جمعہ، عیدین اور دیگر اسلامی شعائر کی ادائیگی کے لیے سرکاری چھٹی نہیں دی جاتی تاکہ مسلمان قوم اسلامی شعائر کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اپنے دوست واحباب سے اس موقعہ پر اظہارِ محبت وبھائی چارگی کرسکیں۔

❸ اسلامی شعائر مثلاً روزہ، حج وغیرہ کو دقیانوسیت اور تمسخر کے انداز میں پیش کرتی ہے اور یہ دکھلانے کی کوشش کرتی ہے کہ مسلمان روزہ کے ذریعہ اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کردیتے ہیں جس سے دوسروں کو اسلام سے متنفر کرنا مقصود ہے۔

❹ رمضان کے مبارک ماہ میں ٹی وی نشریات پر فحش قسم کی فلمیں دکھائی جاتی ہیں جن سے مسلمان اطمینان اور سکون کے ساتھ اپنے واجبات ادا نہیں کرسکتے۔

غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کی حالت زار سے آنکھ بند کرکے رہنا مسلمانی کا شیوہ نہیں ہے، ہم اگر عملی طور پر ان کے دکھ درد میں شریک نہیں ہوسکتے تو کم از کم اپنی دعاؤں میں تو یاد کرسکتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ دل کی اتاہ گہرائی سے جب آہ نکلتی ہے تو عرش بریں کو بھی نقب لگا کر دربارِ ایزدی میں پہنچ جاتی ہے اور ایک مسلمان ہونے کے ناطے یہ بھی بہت بڑی بات ہے:

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از در وی بہر استقبال می آید

☆☆☆

© rasailojaraid.com